بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ — وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

ماہنامہ انٹرنیٹ گزٹ

المنار

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

53, Melrose Road, London, SW18 1LX

فون: 020 8877 5510 فیکس: 020 8877 9987

ای میل: ticassociation@gmail.com

مدیر: مقصود الحق

نائب مدیر: مبارک احمد صدیقی

منیجر: سید نصیر احمد

اکتوبر 2012ء

جلد نمبر 2 شمارہ نمبر 10

فرمان الٰہی

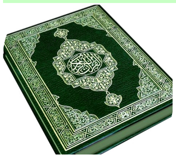

یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ○

(البقرہ آیت 270)

وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جو بھی حکمت دیا جائے تو یقیناً وہ خیر کثیر دیا گیا اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کَلِمَۃُ الۡحِکۡمَۃِ ضَالَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ فَحَیۡثُ مَا وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا (ترمذی)

حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے، اسے چاہیے کہ جہاں بھی اسے پائے لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ 115)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلامِ الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائقِ حقہ ان کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ (براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 533)

علم و معرفت کا میدان

احمدی نے علم و معرفت کے میدان میں سب سے آگے بڑھنا ہے۔ ذرا سی محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپکے فرقے کے لوگ علم و معرفت میں ترقی کریں گے، تو اس کا بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے ہمارے ہر طالبعلم کو، اور جب کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائیگا۔ انشاء اللہ۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ از مشعل راہ جلد پنجم صفحہ 125)

خدا کی قدرت اور اس کے تصرفات

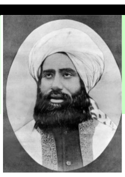

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مجھے ایک دفعہ نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا (سورۃ فلق) سے کام لینے سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لاہور گیا۔ میرے آشنا نے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ مگر نہیں معلوم کہ کہاں لئے جاتا ہے اور کیا کام ہے۔ اس طرح بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔

میری چونکہ نماز عشاء باقی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ مجھے ایک موقع مل گیا کہ میں دعا کرلوں۔ خدا کی قدرت اس وقت میں نے اس سورۃ کو بطور دعا پڑھا اور باریک در باریک رنگ میں اس دعا کو وسیع کر دیا اور دعا کی کہ ”اے خدا قادر و توانا تیرا نام فالق الاصباح فالق الحب والنوٰی ہے۔ میں ظلمات میں ہوں۔ میری تمام ظلمتیں دور کردے اور مجھے ایک نور عطا کر جس سے میں ہر ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آجاؤں۔ تو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیرہ اور برہان قاطع اور فرقان عطا فرما۔ میں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے تو تو ان ظلمات کو مجھ سے دور کرکے وہ علوم مجھے عطا فرما اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضۂ قدرت اور ربوبیت میں لے کر اپنی قدرت کا کرشمہ دِکھا۔

غرض اس وقت میں نے اس رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا کرسکتا تھا۔ بعدہٗ میں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کیلئے تیار کیا گیا تھا وہ بخاری لے کر میرے سامنے بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا کہ یہ مجھے آپ پڑھا دیں۔ وہ صلح حدیبیہ کی حدیث تھی۔ لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور کاملہ قدرت پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے۔ تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو۔ اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتے۔ ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی۔ وہی شخص ایک بار مجھے ملا اور کہا میں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ میں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی۔ حالانکہ اس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی۔

غرض یاد رکھو خدا تعالیٰ بڑا قادر خدا ہے اور اس کے تصرفات بہت یقینی ہیں۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص 567, 568)

دلچسپ واقعات

بدگمانی میں جلدی

میں نے ایک کتاب منگوائی۔ وہ بہت بے نظیر تھی۔ میں نے مجلس میں اس کی بہت تعریف کی۔ کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہوگئی۔ مجھے کسی خاص شخص پر تو خیال نہ آیا مگر خیال آیا کسی نے چرا لی ہوگی۔ ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے

الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی ہے۔ اس وقت مجھ پر معرفت کے دو نکتے کھلے۔ ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ دوسروں پر میں نے بدگمانی کیوں کی۔ دوئم میں نے صدمہ کیوں اٹھایا۔ خدا کی کتاب (قرآن مجید) اس سے بھی زیادہ عمدہ اور عزیز موجود تھی۔

اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ دس تہیں ہوں گی۔ ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کا کام ہوا تھا۔ ایک اجنبی عورت ہمارے گھر میں آئی۔ اس نے اس ٹوپی کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی

گم ہوگئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ ہی میرے بچوں کے سر پر۔ مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آئی ہوگی۔ مدت ہوگئی اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا تو اس کی تہہ میں سے ٹوپی نکل آئی۔

(خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ صفحہ 87 بحوالہ کتاب قندیلیں صفحہ 44)

”کافر“ بمقابلہ عالمِ دین

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل جناب بشارت احمد جویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بریگیڈیئر جن کا نام مصلحتاً نہیں بتا رہا، انہوں نے مجھے بتایا کہ 1953 میں ان کو رات کے وقت (حضرت) مرزا ناصر احمد صاحب کو جو اس وقت لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے، رتن باغ سے گرفتار کرنے کے لئے وارنٹ

دئے گئے۔ یہ بریگیڈیئر نصف شب کے بعد وقت مقررہ پر رتن باغ گئے تو وہ مکان کی دوسری منزل کے ایک کمرے کے پردوں سے نکلتی ہوئی روشنی دیکھ متعجب ہوئے۔ گھنٹی بجائی، ایک خادم نیچے اترا، جب حضرت میاں ناصر احمد صاحب کے متعلق معلوم کیا تو جواب ملا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ صاحب بہت حیران ہوئے، پھر سنبھلے۔ بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وارنٹ گرفتاری دکھائے تو حضور نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اٹیچی کیس لے لوں۔ پھر گھر والوں کو خدا حافظ کہا اور ساتھ چل پڑے۔

اسی افسر کو دو ایک روز بعد ایک بہت بڑے عالمِ دین کی گرفتاری کے وارنٹ ملے۔ وقت گرفتاری قریباً پہلے والا تھا۔ ان کے گھر پہنچے گھنٹی بجائی، دروازہ کھٹکھٹاتے رہے مگر کافی دیر تک کوئی جواب نہ ملا۔ کافی وقت گزرنے کے بعد ایک نوکر آنکھیں ملتا ہوا آیا۔ جب مولانا کے متعلق معلوم کیا تو جواب ملا کہ سو رہے ہیں۔۔ کافی تگ و دو کے بعد مولانا سے ملاقات ہوئی۔ جب وارنٹ گرفتاری دکھائے تو مولانا اسلامی اور عربی اصطلاحات میں بریگیڈیئر صاحب کو کوسنے لگے۔ بڑے بحث مباحثے کے بعد جب ان مولانا کو گاڑی میں لے چلے تو یہ بریگیڈیئر صاحب دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ ایک "کافر" تو تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے بوقت گرفتاری حوصلے اور توکل کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور دوسری طرف بزعمِ خود یہ عالمِ دین توکل اور تحمل سے بالکل عاری۔ (کتاب ”قندیلیں“ صفحہ 70 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد شانزدہم)

سب سے پسندیدہ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ حضرت میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ میں تازیست نہ بھولوں گا۔

1939 کی بات ہے جبکہ حضرت مصلح موعودؓ دھرم سالہ میں قیام پذیر تھے اور جناب عبدالرحیم نیّر صاحبؓ بطور پرائیویٹ سیکریٹری حضورؓ کے ہمراہ تھے۔ ایک

دن نیّر صاحب نے اپنے خاص لب و لہجے کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد آپ نے یہ بات بہت اچھی لکھی ہے بتایئے میں آپ کو کیا انعام دوں میرا دل بہت خوش ہوا ہے۔ بتائیں آپ کو کیا چیز پسند ہے۔ تو اس بچے نے جس کی عمر اس وقت ساڑھے دس سال تھی برجستہ کہا **اللہ**! نیّر صاحب حیران ہو کر خاموش ہوگئے۔ میں نے کہا نیّر صاحب اگر طاقت ہے تو اب میاں صاحب کی پسندیدہ چیز انہیں دیجیے مگر آپ کیا دیں گے؟ اس چیز کے لینے کے لئے تو خود آپ ان کے والد کے قدموں میں بیٹھتے ہیں۔

(کتاب ”قندیلیں“ بحوالہ تابعین اصحاب احمد جلد سوم سیرت ام طاہر صفحہ 123)

کرایہ ارسال ہے

ایک احمدی دوست تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ان کے ایک ملنے والے ریل میں مل گئے جو سیکنڈ کلاس میں تھے۔ انہوں نے انہیں بلایا اور ایک دو سٹیشن تک وہ ان کے ساتھ ہی سیکنڈ کلاس میں

سوار چلے گئے۔ پھر اپنے ڈبے میں آ گئے۔ سفر ختم ہوا تو وہ صاحب ٹکٹ دے کر باہر چلے گئے۔ گھر آ کر حساب کر کے انہوں نے وہ رقم جو ان سٹیشنوں کے درمیان تھی سیکنڈ اور تھرڈ کے کرایہ کا جو فرق تھا ایجنٹ NWR کے نام بھیج دی۔ اور لکھ دیا کہ ایک ضرورت کی وجہ سے اپنے سفر میں دو سٹیشنز تک سیکنڈ کلاس میں سفر کر لیا تھا۔ یہ اس کا کرایہ ارسال ہے۔

(واقعہ بیان فرمودہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ”قندیلیں“ بحوالہ الفضل 17 مئی 1994)

چشم دید انکسار

سر فیروز خان نون جو ہماری ملکی سیاست میں ایک نمایاں نام اور ممتاز مقام رکھتے ہیں اور پاکستان کے وزیر خارجہ اور وزیر اعظم بھی رہے ہیں نے اپنی سرگزشت میں ایک نہایت دلچسپ اور عجیب واقعہ لکھا ہے جس میں انکساری اور فروتنی کے علاوہ بھی بہت سے قابلِ توجہ اور قابلِ غور امور پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنی سرگزشت ”چشم دید“ میں لکھتے ہیں:

”یہ واقعہ مجھے اپنی زندگی کے ایک اور چھوٹے سے واقعہ کی یاد دلاتا ہے جس کا تعلق سر محمد ظفر اللہ سے ہے جو میرے عمر بھر کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے بلا کی قوتِ حافظہ پائی ہے۔ ایک دفعہ میں سر ظفر اللہ خان کی دعوت پر مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے ربوہ جو احمدیہ فرقہ کا مرکزی صدر مقام ہے گیا۔ کمرے میں

داخل ہوتے ہی میں نے جوتے اتار دیئے۔ ملاقات کے بعد جب میں جانے کے لئے کھڑا ہوا تو مرزا صاحب سے باتیں کرتے کرتے پاؤں سے جوتے ٹٹولنے لگا۔ یہ دیکھ کر سر ظفر اللہ خان نیچے جھکے میرے جوتے اٹھائے اور قرینے سے جوڑ کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ بیشتر پاکستانیوں نے اس طرزِ تپاک کا خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ وہ تو ایسی حرکت کو شان و وقار کے منافی اور کسرِ شان سمجھتے ہوں گے۔ لیکن ظفر اللہ خان کے وقار کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ ان کی منکسر المزاجی نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔

(”قندیلیں“ بحوالہ الفضل 13 فروری 1989)

المنار نیوز لائن

''فیملی ری یونین''

جماعت برطانیہ کے 46ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا اجلاس منعقد ہوا۔جس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے سابق طلبہ کی شمولیت نے اس اجلاس کی رونق کو چار چاند لگا دئے۔اس میٹنگ کیلئے جلسے کے دوسرے

روز(8 ستمبر 2012 بروز ہفتہ)بعد نمازِ ظہر کا وقت مقرر تھا۔وقت مقررہ پر ہنستے مسکراتے ،ایک دوسرے کو پہچانتے اور پاکیزہ مذاق کرتے ہوئے مختلف ممالک سے جلسے پر آئے ہوئے تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبہ میٹنگ مارکی میں اکٹھے ہوئے۔میٹنگ کی اطلاع اور یاددہانی کے لئے جلسہ گاہ میں بار بار اعلان کروایا جاتا رہا۔اجلاس کی خاص بات اس میں کالج کے 3 سابق

اساتذہ مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب ،مکرم محمد اسلم شاد(منگلا) صاحب اور مکرم آصف علی پرویز صاحب کی موجودگی تھی۔اجلاس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ 1949/50 میں کالج میں پڑھنے والے 3 قدیم طلبہ بھی اس اجلاس میں موجود تھے۔تیسری خصوصیت بیرونی ممالک سے 43 سابق طلبہ کی شمولیت تھی۔جبکہ UK سے شامل ہونے والے سابق طلبہ کی تعداد 85 رہی۔مہمان خصوصی مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب کے نشست سنبھالتے ہی کھانے کا آغاز ہوا۔اور یوں دنیا بھر سے آئے ہوئے کالج کے سابق اساتذہ اور سابق طلبہ کو ایک ساتھ مل کر کھانا کھانے، باہمی تعارف کو وسعت دینے اور کالج کے زمانے کی پاکیزہ اور دلنشین یادوں کو تازہ کرنے کا بہت اچھا موقع ملا۔

باقاعدہ اجلاس کھانے کے بعد مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب کی صدارت میں شروع

ہوا۔تلاوت مکرم سیّد نصیر احمد صاحب نے کی ۔تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے صدر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔وقت کی کمی کے پیشِ نظر صرف حاضر اساتذہ اور چیدہ سابق طلبہ کو ہی کالج کے حوالے سے اظہار خیال کا موقع مل سکا۔محترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا کہ جب کالج کو حکومت نے قومی تحویل میں لیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اساتذہ کا ایک اجلاس بلایا اور نصیحت فرمائی کہ کالج کے دوسروں کے ہاتھ میں چلے جانے سے پریشان نہیں ہونا۔اصل چیز

ہمارے اس تعلیمی ادارے کی اعلیٰ روایات ہیں جن سے سوسائٹی زندہ رہا کرتی ہے۔لہٰذا ہم نے اپنی ان اعلیٰ روایات کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرتے چلے جانا ہے۔زمانۂ کالج کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے بتایا کہ طلبہ نے ایک دفعہ میرا حاضری کا رجسٹر غائب کر دیا۔لیکن میں نے بغیر کسی پریشانی

کے اپنی یادداشت سے زبانی رول نمبرز call کر کے کلاس کی حاضری لے لی۔محترم چوہدری صاحب نے اظہار تشکّر کے طور پر اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ انہیں نہ صرف کالج کا طالب علم ہونے بلکہ سالہا سال تک وہاں پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہے۔میرے علاوہ محترم

سمیع اللہ سیال صاحب بھی 1949 سے جبکہ محترم نعیم احمد خان صاحب آف کراچی 1950 سے وہاں پڑھتے رہے ہیں اور آج کی اس میٹنگ میں غالباً ہم ہی سب سے پرانے طالب علم ہیں۔

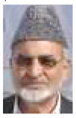

محترم محمد اسلم شاد(منگلا) صاحب نے بتایا کہ کالج کے قومی تحویل میں لئے جانے کے بعد مجھے یکے بعد دیگرے تین مختلف جگہوں پر ٹرانسفر کر دیا گیا۔اس دوران حضرت صاحب نے گریجوایٹس کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو میں نے فوراً زندگی وقف کردی۔اس طرح میں جماعتی خدمت کے قافلے میں واپس لوٹ آیا۔

مکرم آصف علی پرویز صاحب سابق لیکچرر فزکس نے کالج کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جب ربوہ میں ایم ایس سی فزکس کی کلاسز کا آغاز ہوا تو پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور نامور ماہرِ تعلیم پروفیسر حمید احمد خان نے کہا کہ اب پنجاب یونیورسٹی کے طلبہ کے فزکس میں انعام لینے کے دن لد گئے۔اب یہ اعزاز یقیناً تعلیم الاسلام کالج ربوہ چھین کر لے جائے گا۔چنانچہ پہلے ہی سال کالج کے طالبعلم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر نے پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے پروفیسر حمید کا اندازہ سچ ثابت کر دکھایا۔

محترم سمیع اللہ سیال صاحب اور مکرم نعیم احمد خان صاحب آف کراچی نے بھی ابتدائی زمانۂ کالج کے ماحول کے روح پرور واقعات بیان کئے۔مکرم ملک لال خان صاحب امیر کینیڈا، مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر ناروے، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکریٹری مجلس نصرت جہاں، مکرم ملک خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت ربوہ اور مکرم بشیر اختر صاحب جنرل سیکریٹری جماعت UK نے بھی اپنے زمانۂ کالج کی خوشگوار یادوں کو تازہ کیا اور پُرلطف واقعات سنائے۔جرمنی سے آئے ہوئے مکرم عرفان احمد خان صاحب نے بتایا کہ جرمنی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے 2006 میں وہاں تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا آغاز ہوا اور جرمنی میں

مقیم کالج کے سابق طلبہ کو ابتک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ 2 دفعہ ڈنر میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔

آخر میں تقریب کے میزبان صدر ایسوسی ایشن برطانیہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ نیز ممبرانِ ایسوسی ایشن کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی طرف توجہ دلائی اور کالج کے سابق طلباء جنہوں نے اس کالج سے فیض پایا کو امداد طِلبہ کی مد میں زیادہ سے زیادہ ادائیگی کر کے اس نیک کام میں اپنے پیارے امام کا ہاتھ بٹانے کی تلقین فرمائی۔

ڈیڑھ گھنٹے کی یہ میٹنگ ایک فیملی ری یونین کی طرح تھی۔ محبت بھرے برادرانہ اور بے تکلف ماحول میں اس get together کو بہت پسند کیا گیا۔ کالج کے بچھڑے ہوئے بعض ساتھیوں کا ایک مدت دراز کے بعد باہم ملنا خوشی اور مسرت کا موجب بنا۔ اس اجلاس کے انتظامات میں مکرم ناصر جاوید خان صاحب، مکرم مرزا عبدالرشید صاحب اور دیگر انتظامی ٹیم نے بہت تعاون کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(رپورٹ: رفیق اختر روزی صاحب/عطاء القادر طاہر صاحب/خالد محمود صاحب)

جستہ جستہ

مریخ پر پانی کے شواہد؟

ناسا کی مریخی گاڑی ''کیوروسٹی'' کو سرخ سیارے پر اترے صرف 7 ہفتے ہوئے ہیں اور اس نے اس دوران مریخ پر ماضی میں بہنے والے پانی کے شواہد اکٹھے کر لئے ہیں۔ سائنسدانوں کے خیال کے مطابق مریخ پر ماضی بعید میں ہزاروں لاکھوں سال تک ندیاں بہتی رہی تھیں۔ یہ خلائی گاڑی ایک مریخی سال تک (جو کہ 2 زمینی سال کے برابر ہوتا ہے) مریخ پر قیام کرے گی اور معلوم کرنے کی کوشش کرے گی کہ کیا وہاں کسی زمانے میں خوردبینی زندگی موجود تھی؟

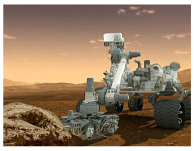

(بی بی سی اردو ڈاٹ کام 28 ستمبر 2012)

زلزلے کے نقصان سے بچاؤ کی ٹیکنالوجی

چلی میں زلزلے بکثرت آتے ہیں۔ گزشتہ 2 سالوں میں چھ یا چھ سے زائد شدت کے آنے والے زلزلوں کی تعداد 40 ہے۔ چنانچہ چلی کی ایک کمپنی نے سٹیل کے ایسے ڈھانچے بنائے جو کار کو جھٹکوں سے بچانے والے شاکس کی طرح کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور طریق بھی اختیار کیا گیا ہے جس میں 160 ٹن وزنی کنکریٹ کے بلاکس بلند عمارتوں میں لٹکائے گئے جو زمین کی لرزش کے وقت پنڈولم کی طرح جھول کر عمارت کو مستحکم رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی 13 عمارتوں میں استعمال کی گئی اور زلزلوں کے دوران ان تمام عمارتوں کے ڈھانچے قائم رہے۔

(بی بی سی اردو ڈاٹ کام)

دو انتہائی بڑے بلیک ہول دریافت

نیچر نامی جریدے کے مطابق ایک امریکی ٹیم نے خلا میں دو انتہائی بڑے بلیک ہول دریافت کئے ہیں۔ یہ ہماری دو قریبی کہکشاؤں کے درمیان واقع ہیں اور سورج سے قریباً 10 گنا بڑے ہیں۔ زمینی اور خلائی ٹیلی سکوپ کی مدد سے کی جانے والی تحقیق کے مطابق اگرچہ بلیک ہول اکثر کہکشاؤں کے درمیان پائے جاتے ہیں مگر اتنے بڑے بلیک ہول پہلی دفعہ دریافت ہوئے ہیں۔

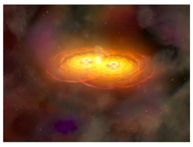

(بی بی سی اردو ڈاٹ کام 5 دسمبر 2011)

قدیمی کاغذ میں حضرت عیسیٰؑ کی بیوی کا ذکر

عیسائیوں کی تاریخ کی ایک مستند ماہر کے مطابق ایک قدیم کاغذ میں لکھی ہوئی ایک تحریر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی کی موجودگی کا اشارہ ملا ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر ہارورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر کیرن کنگ نے اٹلی کے شہر روم میں ایک کانفرنس کے دوران چوتھی صدی کا ایک کاپٹک نسخہ پیش کیا۔ قبل ازیں یونانی زبان میں لکھی ہوئی 1600 سال پرانی انجیل کا ایک نسخہ بھی دریافت ہو چکا ہے جس کے 800 صفحات انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔

(بی بی سی اردو ڈاٹ کام 19 ستمبر 2012)

ایڈز کا مؤثر اور حقیقی علاج

یوں تو تمام دُنیا میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد لاکھوں سے بڑھ گئی ہے اور اس میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس مرض کا سب سے زیادہ زور براعظم افریقہ میں ہے۔ اس قدر تیزی سے بڑھتے پھیلتے مرض اور اس کے منفی اثرات کو روکنے کیلئے عالمی سطح پر مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں لیکن یہاں ہونے والے تحقیق مطالعوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس مرض کے خلاف سب سے زیادہ مؤثر اقدام اور اس کا علاج سنت ابراہیمی کی پیروی یعنی ختنے کا جراحی عمل ہے۔ دنیا کے اس قدیم ترین جراحی عمل کے ذریعے سے عورتوں میں مردوں سے اس مرض کی منتقلی ساٹھ فیصد کی حد تک روکی جا سکتی ہے۔

۲۳۰۰ قبل از مسیح میں رائج اس عمل کے ذریعے سے براعظم افریقہ میں ۲۰ لاکھ نئے مریضوں کا اضافہ روکا جا سکتا ہے اور آئندہ دس برس میں تین لاکھ متوقع اموات بھی روکی جا سکتی ہیں۔ واضح رہے کہ صحرائے اعظم کے ذیلی ملکوں میں اس مرض کا سب سے زیادہ زور ہے۔ یہ انکشاف شکاگو (امریکہ) میں ایلی نوائے یونیورسٹی کے پبلک ہیلتھ سکول کے پروفیسر رابرٹ بیلی نے کیا ہے۔ ان کے مطابق ساٹھ فیصد مؤثر ویکسین کے ذریعے (جو دستیاب نہیں) اس مرض کے تیز رفتار پھیلاؤ کا روکنا ممکن ہے، اور ختنے کے عمل جراحی سے افریقہ میں روزانہ مبتلا ہونے والے چار ہزار افراد کو اس مرض سے ضرور بچایا جا سکتا ہے۔

افریقہ دنیا میں ایڈز کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں ایڈز کے مریضوں کی تعداد کا اندازہ ۲۵۵ لاکھ لگایا جاتا ہے۔ عوام میں یہ مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ کیمرون اور نائیجیریا میں چونکہ ختنہ عام ہے اس لئے وہاں زمبابوے اور سوازی لینڈ کے مقابلے میں اس مرض کے وائرس (ایچ آئی وی) کے پھیلنے کی شرح بہت کم ہے۔ چنانچہ اس کے پیش نظر یوگنڈا، کینیا، ملاوی زیمبیا اور خود امریکا میں بھی یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ختنے کا جراحی عمل ایڈز کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار یا اقدام ثابت ہو سکتا ہے۔ پروفیسر بیلی کے مطابق یہی وجہ ہے کہ اب عالمی ادارہ صحت نے بھی اسے ایڈز کے خلاف ایک مؤثر اقدام کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

پروفیسر بیلی کا بیان ہے کہ اب اس چیلنج یعنی ختنے کے عمل کو کس طرح ایک محفوظ جراحی عمل کے طور پر عام کیا جا سکتا ہے اور ملکوں کے قائدین اور لیڈروں کو کس طرح یہ بات سمجھائی جا سکتی ہے کہ اس عمل کو اختیار اور عام کرنے سے اس کے عوام کو کیا فائدے پہنچ سکتے ہیں۔

ایک نیوز کانفرنس سے خطاب کے دوران پروفیسر بیلی نے مزید کہا کہ ختنہ بلاشبہ ایک بہت سیدھا سادہ اور بے ضرر عمل ہے۔ لیکن اس کی راہ میں بڑی پیچیدہ ثقافتی، مذہبی اور عقائدی رکاوٹیں حائل ہیں۔ چنانچہ حکومتی سیاست دانوں اور وزراء کے لئے اس کی تائید اور اسے عام کرنا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر بیلی کے مطابق ایڈز کے سلسلے میں سرگرم اداروں اور تنظیموں کے لئے ان ملکوں میں جہاں ختنہ عام نہیں ہے اس جراحی عمل کو متعارف کرانا ممکن نہیں ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ جب مقامی حکومتیں سوچ سمجھ کر اسے ملک میں متعارف کرائیں تا کہ ثقافتی اور تہذیبی مسائل درپیش نہ ہوں۔

(ہمدرد صحت نومبر ۲۰۰۷)

کالج کی چند حسین یادیں

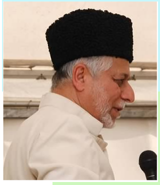

خاکسار کو 1959ء سے 1965ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھنے کا موقع ملا۔اس حوالہ سے چند یادیں قارئین المنار share کرنا چاہتا ہوں۔اس پہلی قسط میں کالج کے پرنسپل حضرت مرزا ناصراحمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کےبعض واقعات سے ابتداء کررہا ہوں۔باقی انشاءاللہ تعالیٰ بعد میں۔ (عطاء المجیب راشد)

کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے طلباء کے اخلاق کی نگرانی اوران کی بہبود کا خیال رکھنا آپ کی شخصیت کا ایک خاص وصف تھا۔1959ء کی بات ہے میں جب میٹرک پاس کر کے کالج میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وظیفہ کا حقدار پایا۔اس وقت مجھے خیال آیا کہ کالج کے ہوسٹل میں قیام کروں۔میرا یہ خیال تھا کہ اس طرح شاید وقت کی بچت ہو اور کھیلوں اور دوسرے پروگراموں میں بھی شرکت ہو سکے گی اور چونکہ سرکاری وظیفہ کی وجہ سے اخراجات کی بھی فکرمندی نہ تھی۔اس لئے میں نے یہی خیال کیا کہ یہ صورت بہت بہتر رہے گی۔جب یہ بات آپؒ کے علم میں آئی تو آپؒ نے اس سے اتفاق نہیں فرمایا اور مجھے تاکیداً یہی کہا کہ ہوسٹل میں ہرگز نہیں رہنا بلکہ گھر میں ہی قیام کرتے ہوئے تعلیم حاصل کی جائے۔اس وقت کے جذبات کے لحاظ سے مجھے یہ فیصلہ اور ارشاد کچھ بوجھل محسوس ہوا اور اس کی کوئی حکمت سمجھ نہ آئی..... بہرحال آپؒ کا ارشاد تھا۔اس کی تعمیل کی گئی اور بعد میں آپؒ کی کسی بات سے اور خود اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات مجھ پر خوب واضح ہوئی کہ گھر کا ماحول ہوسٹل کے ماحول سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے اور اس حکمت کی وجہ سے آپؒ نے ہوسٹل میں میرے قیام کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ہوسٹل تو دراصل ان لوگوں کیلئے ہوتا ہے جنہیں گھر میں رہنے کی سہولت نہ ہو اور جنہیں گھر کی سہولت میسّر ہو ان کیلئے بلا وجہ ہوسٹل میں قیام چنداں مفید نہیں ہوتا۔اب اس واقعہ پر غور کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ یہ آپؒ کا احسان تھا کہ آپؒ نے اس بارہ میں میری بروقت صحیح راہنمائی فرمائی۔

کالج کے دنوں میں ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہوا کہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات کے موقع پر جب حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم خاکسار کو وہ طلائی میڈل لگا رہے تھے جو پنجاب یونیورسٹی سے ملے تھے تو آپؒ سٹیج کے قریب ہی کھڑے تھے۔جتنی دیر pin وغیرہ لگانے میں لگتی ہے اس عرصہ میں آپؒ نے یہ پُرلطف تبصرہ فرمایا کہ دیکھنا! ان طلائی میڈلوں کو اپنے ابا جان سے بچا کے رکھنا ورنہ وہ انہیں بھی الفرقان میں لگا دیں گے۔اس تبصرہ میں مزاح بھی تھا اور اس مشاہدہ اور حقیقت کا اظہار بھی کہ حضرت ابا جان مرحوم کو ماہنامہ الفرقان کتنا عزیز تھا۔یہ آپ کا ذاتی رسالہ تھا اور اس کے سب اخراجات آپ اپنی جیب سے ادا فرماتے تھے۔میں تو خود اس بات کا ذاتی طور پر گواہ ہوں کیونکہ میں کافی عرصہ رسالہ کی انتظامیہ میں شامل تھا۔شاید اسی وجہ سے آپؒ نے یہ پُرلطف تبصرہ فرمایا ہو۔میں نے بعد میں جب ابا جان سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے بھی اس سے خوب لطف اُٹھایا۔(باقی آئندہ)

گزراہوا زمانہ

(مظفراحمد مرزا-لندن)

یہ سفر قادیان سے شروع ہوتا ہے۔ہم پرائمری سکول کے طالب علم تھے اور چوتھی جماعت کا سیکشن B تھا۔ہمارے استاد مکرم حسن محمد صاحب اور مانیٹر حافظ عطاء الحق صاحب تھے۔چوتھی کلاس کے بعد میر مسعود احمد صاحب نے تو مدرسہ احمدیہ جائن کرلیا مگر ’’میاں طاری‘‘ یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ،مرزا انوراحمد صاحب اور سیّد احمد صاحب کا ساتھ میٹرک تک رہا۔جس کے بعد (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب مزید تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوگئے۔آپ لاہور سے جب بھی آتے ضرور مل کر جاتے۔مرزا انوراحمد صاحب غالباً ایگریکلچرل کالج لائلپور چلے گئے تھے۔سیّد احمد صاحب اور حافظ عطاء الحق صاحب کے بارے میں یاد نہیں کہ میٹرک کے بعد انہوں نے تعلیم کہاں حاصل کی۔

جب قادیان میں تعلیم الاسلام کالج 1944 میں ازسرِنو شروع ہوا تو میں نے اس میں داخلہ لے لیا۔حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہمارے پرنسپل تھے۔پروفیسر اخوند عبدالقادر صاحب، پروفیسر قاضی محمد نذیر صاحب (لائلپوری)، پروفیسر فضل احمد صاحب (آف بہار) پروفیسر یحیٰی بن عیسیٰ صاحب (آف بہار)، پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب، پروفیسر عطاء الرحمن غنی صاحب، پروفیسر چوہدری محمد صفدر چوہان صاحب، پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد صاحب، پروفیسر راناعبدالرحمن ناصر صاحب، پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب، پروفیسر ملک فیض الرحمن فیضی صاحب، پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب، پروفیسر عبدالعزیز صاحب (چکوالوی)، پروفیسر چوہدری عبدالاحد صاحب، پروفیسر سیّد سلطان محمود شاہد صاحب۔پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب، پروفیسر نصیر احمد خان صاحب اور پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ہمارے کالج کے اساتذہ تھے۔

کالج میں میرے ساتھ پڑھنے والوں میں عزیز احمد راجیکی صاحب، منیر احمد صاحب شامی شہید، میاں حسّام الدین صاحب (مردان)، چوہدری فیض محمد صاحب (راولپنڈی)، چوہدری محمد یوسف صاحب (لاہور)، چوہدری محمد اشرف صاحب (لاہور)، چوہدری مختار احمد صاحب (راولپنڈی)، چوہدری مجید احمد صاحب (آف ہوشیار پور) خلیل احمد خان صاحب (لندن)، سیّد کلیم اللہ شاہ صاحب، صوفی محمد اکرم صاحب (لاہور)، محمود احمد صاحب (ایتھلیٹ)، محمد امین صاحب (لندن)، ڈاکٹر ظفر محمود صاحب (لندن)، سیّد محمد اجمل صاحب (لندن)، عبداللطیف شرما صاحب (کینیڈا)، بشیر احمد افریقی صاحب (امریکہ)، عبداللطیف کھلوڑی صاحب، ڈاکٹر صفی احمد صاحب، سردار بشیر احمد نور صاحب (کراچی)، عبدالکریم کریمر صاحب (کراچی) اور چرن جیت صاحب آف قادیان شامل تھے۔

ہمارے اُس وقت کے اساتذہ میں سے اکثر وفات پا چکے ہیں۔اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور استاذی المکرم چوہدری محمد علی صاحب جو ان دنوں ربوہ میں ہیں، ان کی عمر اور صحت میں اللہ بہت برکت دے۔آمین۔

ذرّوں کی کہانی - آصف کی زبانی

(آصف علی پرویز)

ذرّوں کا ذکر ان دنوں بہت کثرت سے چل نکلا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ ذرّے کا وجود اس قدر مختصر مگر چرچا گھر گھر اور ہر نگر۔ سائنسدانوں کی زبان سے اس کا ذکر اچھنبے کی بات نہیں مگر عام آدمی کی گفتگو میں بھی نئے دریافت ہونے والے ذرّے ''ہگز بوسون'' کا تذکرہ عام ہے۔ پیرا اولمپکس میں ذکر تو کھیل اور کھلاڑی کا ہونا چاہئے تھا لیکن افتتاحی تقریب میں اپاہج مگر نامی گرامی سائنسدان SteveHawkins کو ''ہگز بوسون'' ہی کے گیت گاتے ہوئے سنا گیا۔

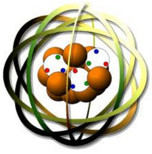

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

ذرّے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے با آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے 100 سال میں جن سائنسدانوں نے فزکس کا نوبل انعام حاصل کیا ان کی ریسرچ کا محور ذرّہ یعنی ایٹم ہی تھا۔ فزکس میں نوبل انعام پانے ولے عالمی شہرت کے حامل ان سائنسدانوں میں ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم بھی شامل ہیں۔

اب جو ذرّوں کی کہانی بیان ہوگی اس میں آپ کو ذرّے (یعنی atom) کی دنیا کی سیر کرائی جائے گی۔ اس سیر کے دوران آپ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت، ملوکیت اور اس کی ربوبیت کی جھلکیاں جا بجا دیکھنے کو ملیں گی۔ اس لحاظ سے اس سلسلۂ مضامین کے بنیادی مقصد 2 ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قارئین جن کا سائنس کا علم گہرا نہیں، وہ بھی ایٹم یعنی ذرّے کے اندر جھانک سکیں اور اس کے اندر پایا جانے والا حیرت انگیز نظام مشاہدہ کر سکیں۔ لہٰذا کوشش ہوگی کہ اس مضمون کا بیان عام فہم، اور زبان سادہ رہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ ذرّوں اور تخلیق کائنات کے بارے میں قرآن مجید میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہ بھی سامنے آجائیں اور اس آئینے میں خالق کائنات کا چہرہ پہلے سے بڑھ کر دیکھا جانے لگے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

یہ امر قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دنیا کے نامور سائنسدانوں نے جو گہرے سائنسی مضامین بیان کئے ہیں وہ دراصل رموزِ فطرت کو سمجھنے اور قوانینِ قدرت کو جاننے کی ہی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ گویا لاشعوری طور پر ان کی تمام تر کاوشیں اسی بات پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت ''**خلاق العظیم**'' کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔ اگرچہ پروفیسر سلام صاحب مرحوم کو چھوڑ کر اکثر سائنسدان عملاً اور قولاً دہریہ واقع ہوئے ہیں لیکن ذرات کا علم بالآخر ان دہریہ سائنسدانوں کو بھی خدا کی ہستی کا ادراک کروا کر چھوڑے گا اور انہیں ''**فتبارک اللہ احسن الخالقین**'' کی گواہی دینے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

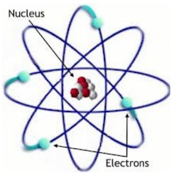

چشمِ دل سے دیکھ لو ہر ذرّۂ ارض و سماء
کہہ رہا ہے اے خدا میرے خدا میرے خدا

ایان ایڈمسن نے "A Man of God" میں (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کا یہ کشفی واقعہ بیان کیا ہے جس میں آپ نے خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی نیم غنودگی کی سی کیفیت میں دیکھا کہ ساری زمین سکڑ کر ایک گیند کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جس پر دُور دُور تک کسی جاندار مخلوق کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ نہ زندگی کی چہل پہل ہے، نہ ہی شہر ہیں، نہ آبادیاں۔ غرض یہ کہ کچھ بھی تو نہیں۔ بس زمین ہی زمین ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک زمین کا ذرہ ذرہ کانپنے لگا ہے اور زناٹے سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہمارا خدا! ہمارا خدا! ایک ایک ذرہ اپنے وجود کی علتِ غائی کا با آوازِ بلند اعلان کر رہا تھا ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی۔ ایک ایک ذرے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سُر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں ہمارا خدا! ہمارا خدا! عجیب بات ہے کہ مئی 1990 میں کائناتی طبیعیات (کاسمک فزکس) کے ایک ماہر نے اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کائنات کی تخلیق کی جو تصویر پیش کی ہے وہ اس نظارے سے حیران کن حد تک ملتی جلتی ہے جو صاحبزادہ طاہر احمد کے تجربے میں آیا۔

قرآن مجید میں ذروں کا ذکر سورۃ النساء آیت 41، سورۃ یونس آیت 10، سورۃ السبا آیت 4، سورۃ الزلزال آیت 8+9 اور سورۃ السبا آیت 23 میں ملتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (السبا:۴) (ترجمہ:) جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ ساعت ہم پر نہیں آئے گی۔ تو کہہ دے کہ کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے وہ ضرور تم پر آئے گی۔ اُس (یعنی میرے رب) سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، مگر وہ کھلی کھلی کتاب میں ہے۔

سورۃ السبا کی اس آیت میں دو قسم کے ''اصغر'' اور ''اکبر'' ذرات کا ذکر ملتا ہے۔ ہم سائنس کی زبان میں ''اصغر'' ذرات کو Fundamental Particles اور ''اکبر'' ذرات کو Compounds کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ ذرات کی جو کہانی اور جو Facts آئندہ شماروں میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے ان کا آغاز ''اصغر'' یعنی فنڈامینٹل پارٹیکلز سے کیا جائے گا۔ اگر آپ ذرے (Atom) کے بارے میں کوئی بھی سوال مثلاً کیا آپ ہمیں کسی بھی مادی چیز کا بنیادی ذرّہ (ایٹم) دکھا سکتے ہیں؟ کیا کسی لیبارٹری میں جا کر ایٹم اور ایٹم کے اندر کی دنیا مشاہدہ کی جا سکتی ہے؟ کیا دنیا میں کوئی مائیکروسکوپ ایسی ہے جو ہمیں الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون دکھا سکے؟ غرض ذرّے یعنی ایٹم کے متعلق سوال کوئی بھی ہو، آپ بلا جھجک پوچھ سکتے ہیں۔ ان کا جواب اس سائنسی سلسلۂ مضامین میں دیا جایا کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

اُردو کا آخری امتحان

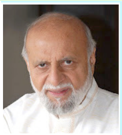

(تعمیری طنزومزاح سے بھرپور رشید ارشد کی فکر انگیز تحریر)

(ضیافتِ طبع اور بالیدگیٔ فکرونظر کی غرض سے اس زندہ تحریر کے چنیدہ حصّے ہدیۂ قارئین ہیں)

☆ پاکستان میں شرعی نظام جنرل ضیاء الحق نے 1980 میں نافذ کیا تھا۔ اس وقت سے لیکر اب تک پاکستان میں عدل وانصاف، اخلاقی حالت، معاشی استحکام اور عوامی فلاح و بہبود میں کتنی ترقی ہوئی ہے؟ اندازے سے بتائیں۔

☆ کسی ایسے عالم دین کا نام بتائیں جو نہایت خوش الحانی سے آن لائن نعت رسول پڑھتا ہے اور اسی زبان سے نہایت خوش الحانی سے آن لائن مغلّظات بھی بکتا ہے اور اس گناہ کو چھپانے کی کوشش میں نہایت خوش الحانی سے آن لائن جھوٹ بھی بولتا ہے؟

☆ پاکستان میں موجودہ سیاسی نفاق، معاشی ابتری، اخلاقی گراوٹ، ظلم وتشدد، عورتوں اور بچوں کا اغواء، آبروریزی اور دیگر بھیانک جرائم کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا زمانہ جاہلیت سے موازنہ کریں۔ نیز بتائیں کہ آپ کے خیال میں اس صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ صحیح جواب پر نشان لگائیں:

1 سیاسی قیادت 2 علماء 3 عوام 4 تینوں جواب درست ہیں

☆ اگر پاکستان سے رشوت بالکل ختم کر دی جائے تو حکام اور سرکاری ملازمین کے معیار زندگی پر کیا اثرات مرتب ہونگے؟ اپنے تاثرات قلم بند کریں۔

☆ امریکہ دنیا کا سب سے طاقتور ملک ہے اور اپنے ملک کو چلانے کے علاوہ آدھی دنیا کے ممالک کو بھی چلاتا ہے۔ امریکہ میں کل 15 مرکزی وزیر ہیں اور پاکستان میں (جس کا بیشتر انتظام امریکہ کے ہاتھ میں ہے) 95 وزیر ومشیر ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں مرکزی وزراء کی تعداد 15 کر دی جائے یا ایک بھی وزیر نہ ہو تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟ سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

☆ مندرجہ ذیل حکومتی اصطلاحات کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۱۔ سختی سے نوٹس لینا ۲۔ پُرزور احتجاج کرنا ۳۔ سختی سے تردید کرنا ۴۔ پُرزور مذمّت کرنا ۵۔ افسوس کا اظہار کرنا ۶۔ رپورٹ طلب کرنا۔ (اردو مزاح بلاگ سپاٹ سے ماخوذ)

ایک سوال ریاضی کا

اگر ایک سیاسی پارٹی کو اپنا ملک تباہ کرنے کے لئے 5 سال درکار ہوں اور 2 ماہ بعد پارٹی کے 3 ممبر چھوڑ کر چلے جائیں۔ ایک ممبر کو سچ بولنے پر نکال دیا جائے اور 3 ماہ بعد ایک مخالف سیاسی پارٹی کے 15 ممبر حکومتی پارٹی میں شامل ہو جائیں۔ 6 ماہ بعد 2 مخالف سیاسی پارٹیاں اتحادی بن کر حکومت میں شامل ہو جائیں۔ ایک سال بعد ایک پارٹی حکومت سے نکل جائے اور 15 دن بعد واپس آجائے۔ 5 دن بعد یہی پارٹی پھر حکومت سے نکل کر 20 دن بعد واپس آجائے۔ 4 ماہ بعد ایک اور سیاسی پارٹی حکومت میں شامل ہو جائے۔ 100 ممبروں کے پاس جعلی ڈگریاں اور دوہری شہریت ہو سب پر کرپشن کے الزامات ہوں اور 12 پر مقدمات چل رہے ہوں، ایک ممبر نااہلی کی بنا پر فارغ ہو چکا ہو اور اس کی جگہ ایک اور نااہل لے لے تو ملک کو تباہ ہونے میں کتنا عرصہ لگے گا؟

(رشید ارشد کے مضمون ''پرٹوکول'' سے ایک اقتباس)

تعلیم الاسلام کالج
اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران

قسط پنجم

مبارک احمد ساہی صاحب
عرصہ تعلیم 1961-1966ء

ضیاء الحق قریشی صاحب
عرصہ تعلیم 1955-1960ء

بشیر احمد اختر صاحب
عرصہ تعلیم 1964-1968ء

محمود احمد صاحب
عرصہ تعلیم 1969-1973ء

مرزا عبدالباسط صاحب
عرصہ تعلیم 1970-1974ء

مقصود الحق صاحب
عرصہ تعلیم 1974-1977ء

بشارت احمد پیر صاحب
عرصہ تعلیم 1974-1976ء

چوہدری وسیم صاحب
عرصہ تعلیم 1965-1969ء

مرزا عبدالرشید صاحب
عرصہ تعلیم 1966-1970ء

مکرم فیصل ندیم صاحب
عرصہ تعلیم 2004-2006ء

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران کی تصاویر ''المنار'' میں

باہمی تعارف کو وسعت دینے اور ریکارڈ کا حصہ بنانے کی غرض سے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران کی تصاویر المنار میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا جا چکا ہے۔ ممبران سے گذارش ہے کہ اپنی تصویر اور تعلیم الاسلام کالج میں عرصہ تعلیم کی تفصیل بذریعہ ای میل یا بذریعہ ڈاک مجلس ادارت کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔